وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

بحیثیت

داعی اعظم

﴿مؤلفین﴾

محمد رفیق احمد میمن
صدر: اماں جی ایجوکیشنل سوسائٹی

محمد اسلم گل
میجر (ریٹائرڈ)

﴿ناشر﴾

اماں جی ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)

ٹنڈو جہانیاں، حیدرآباد چھاؤنی، پاکستان

www.star.edu.pk

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَآ اَنْتَ اَهْلُهٗ

فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَنْتَ اَهْلُهٗ

وَافْعَلْ بِنَا مَآ اَنْتَ اَهْلُهٗ

فَاِنَّکَ اَنْتَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

ترجمہ

اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے جو تیری شان کے مناسب ہے

پس تو محمد ﷺ پر دُرود بھیج جو تیری شان کے مناسب ہے

اور ہمارے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تیری شایانِ شان ہے

بے شک تو ہی اس کا مستحق ہے کہ تجھ سے ڈرا جائے اور تو مغفرت کرنے والا ہے

رحمۃ للعالمین ﷺ بحیثیت داعیِ اعظم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

اُمّتِ مسلمہ کو رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی حیثیت بطور "داعیٔ اعظم" جاننے کی ضرورت اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہم سب پر آپ ﷺ کی مکمل اطاعت فرض ہے اور آپ ﷺ کی ختم نبوت کے طفیل دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری اس امت کی اولین ذمہ داری ہے۔ یہ ذمہ داری ہر مسلمان (مرد و عورت) نے نبھانی ہے، اس لئے اس عظیم کام میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کی طرف رجوع ضروری ہے۔

آج غیر مسلم بھی حیران ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے وقت

دُنیا ہر لحاظ سے پستی کا شکار تھی، حضور اقدس ﷺ نے 23 سال کے قلیل عرصہ میں بنی نوع انسان کو اس معراجِ ترقی پر پہنچایا کہ تاریخِ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ ﷺ نے رشد وہدایت، اصلاح وفلاح کی وہ مشعل امت مسلمہ کے ہاتھ میں دی، جس کی روشنی میں وہ ہمیشہ شاہراہِ ترقی پر گامزن رہی۔ آخر وہ کون سے اعمال تھے، جن پر عمل کرکے آپ ﷺ دُنیا کے کامیاب ترین مصلح اور ''داعیٔ اعظم'' قرار پائے؟ کتاب ہٰذا میں اس پر وضاحت کی جائے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ پاک ذات اپنے لاڈلے حبیب، سیّد الاولین والآخرین، خاتم النبیین، امام المتقین، رحمۃ للعالمین ﷺ کے صدقے سے ساری انسانیت کا کامل ہدایت عطا فرمائے، ساری امت مسلمہ کو حضور اقدس ﷺ کی کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائے، ہر مسلمان (مرد وعورت) کو اپنی خلافت، اپنے حبیب ﷺ کی نیابت اور قرآن حکیم کی وراثت والے منصب پر فائز فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمین یاربّ العالمین

بجاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رحمۃ للعالمین ﷺ بحیثیت داعی اعظم

الحمدللہ! دُنیا کی تخلیق کا اصل مقصد اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات وصفات کی معرفت ہے اور یہ اُس وقت تک ناممکن ہے، جب تک بنی نوع انسان کو برائیوں اور گندگیوں سے پاک کرکے بھلائیوں اور خوبیوں کے ساتھ آراستہ نہ کیا جائے۔ اسی عالی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ شانہٗ نے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کو اِس دنیا میں مبعوث فرمایا اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

الحمدللہ! پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کو اللہ جل شانہٗ کی طرف دعوت دینا ہر چیز سے زیادہ محبوب تھا۔ آپ ﷺ کے قلبِ اطہر میں اس بات کی اتنی زیادہ تڑپ تھی کہ تمام لوگ ہدایت پا جائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین میں داخل ہوجائیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت میں غوطے کھانے لگیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ''دعوت الی اللہ'' کے ذریعے مخلوق کو خالق کے ساتھ جوڑنے کے لئے بہت زبردست محنت وکوشش فرمائی۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی گئیں، آپ ﷺ کو سب سے زیادہ ستایا گیا، آپ ﷺ کو سب سے زیادہ ڈرایا گیا، آپ ﷺ کو سب سے زیادہ رُلایا گیا، لیکن آپ ﷺ نے اس کام کو نہیں چھوڑا کیونکہ آپ ﷺ اس کام کے لئے ''مامور من اللہ'' تھے اور یہ کہنا بجا ہوگا

کہ "دعوت الی اللہ" آپ ﷺ کا "وظیفہ حیات" تھا۔

❁ دعوت الی اللہ کی مبارک محنت کی اہمیت ❁

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا
وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

(حٰمٓ سجدہ : ۳۳)

ترجمہ: اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے، جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کی مخلوق کا بلانا، بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ حق دکھلانا، گمراہوں کو ہدایت کا راستہ بتانا، ہمارے آقا، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کا وظیفہ حیات تھا۔

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ
وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(سورہ یوسف : ۱۰۸)

ترجمہ: آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ میرا طریق یہی ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، دلیل پر قائم ہوں، میں (بھی) اور میرے پیرو بھی اور پاک ہے

اللہ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

''دعوت الی اللہ'' کی مبارک محنت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دعوت وتبلیغ کی محنت کا آغاز فرمایا اور شب وروز اس محنت کے لئے وقف کر دیئے اور لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو قریش مکہ نے باہمی مشورہ سے یہ طے کیا کہ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب سے بات کی جائے کہ وہ اپنے بھتیجے کو منع کریں کہ آپ ﷺ اس کام سے باز رہیں، اس سلسلہ میں ایک وفد روسائے قریش کا آپ ﷺ کے چچا کے پاس آیا۔ آخر کار آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے دیکھا کہ اب حالت نازک ہوگئی ہے تو انہوں نے آپ ﷺ سے کہا:

بیٹا! میرے اوپر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اُٹھا نہ سکوں۔

جس پر آپ ﷺ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا!

اے میرے چچا! اللہ کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر بھی رکھ دیں تو تب بھی میں اپنے کام (دعوت وتبلیغ) سے باز نہیں آؤں گا، اللہ اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا۔

آپ ﷺ کے چچا نے جب آپ ﷺ کا یہ پختہ عزم دیکھا تو فرمایا!

جا! کوئی شخص تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا۔

(بحوالہ: سیرت ابن ہشامؒ)

❁ مکی دور میں دعوت وتبلیغ کی محنت ❁

حضرت خدیجہؓ کا ایمان لانا اور آپ ﷺ کو تسلی دینا

❁ صحیح بخاری کی حدیثِ مبارکہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ (یعنی سورۃ العلق کی ابتدائی آیات) کے ساتھ گھر لوٹے تو آپ ﷺ کے دل پر خوف (اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت و جلال کا اثر) تھا تو آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا! میرے اوپر چادر دے دو، انہوں نے آپ ﷺ کے اوپر چادر دے دی، حتیٰ کہ آپ ﷺ کی خوف کی حالت ختم ہوگئی، پھر آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کو ساری بات بتائی اور اپنے اوپر خوف کا ذکر فرمایا، حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا!

"اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، اس لئے کہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، ہر ایک کی مدد کرتے ہیں، مفلس کو مال دیتے ہیں، مہمان کا اکرام کرتے ہیں اور مصیبت میں دوسروں کے کام آتے ہیں"۔

میرے ماں باپ قربان اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر، جو سب سے پہلی شخصیت ہیں جو آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی اور سب سے پہلے آپ ﷺ کی زبانِ اقدس سے قرآن سنا۔

(رضی اللہ عنہا وارضاہا)

❁ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا ❁

ابتدائی مرحلہ میں حضور اقدس ﷺ خفیہ طور پر ہی لوگوں کو دعوتِ توحید دیتے اور شرک سے منع فرماتے تھے۔ مردوں میں آپ ﷺ کے گہرے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ للعالمین ﷺ کے زمانہ جاہلیت کے دوست تھے۔ ایک دن حضور اقدس ﷺ سے ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلے، آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا، اے ابو القاسم (ﷺ) کیا بات ہے؟ آپ (ﷺ) اپنی قوم کی مجلسوں میں نظر نہیں آتے ہیں اور لوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ (ﷺ) اِن کے آباؤ اجداد وغیرہ کے عیوب بیان کرتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

"میں اللہ کا رسول ہوں اور تم کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں"۔

جونہی حضور اقدس ﷺ نے اپنی بات پوری فرمائی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

حضور اقدس ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اس قدر خوشی کے ساتھ واپس ہوئے کہ کوئی بھی مکہ کی ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان، جن کو اَخشبین کہتے ہیں، آپ ﷺ سے زیادہ خوش نہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہاں سے حضرت عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص کے پاس تشریف لے گئے، یہ حضرات بھی مسلمان ہو گئے۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

دوسرے روز حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ حضور اقدس ﷺ کے پاس عثمان بن مظعون، ابو عبیدہ بن الجراح، عبد الرحمٰن بن عوف، ابو سلمہ بن عبد الاسد اور ارقم بن ابو الارقم کو لے کر حاضر ہوئے اور یہ سب حضرات بھی مشرف با سلام ہوئے۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

فائدہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ؛ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی دعوت پر ایمان لانے والے سب سے پہلے شخص تھے۔ آپؓ جس دِن ایمان لائے، اُسی دِن حضور اقدس ﷺ والے کام کو اپنا کام بنالیا، آپؓ کی محنت سے حضرت عثمان غنی، زبیر بن عوام، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد بن مظعون، عامر بن فہیرہ، حذیفہ بن عتبہ، سائب بن عثمان مظعون اور ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسلمان ہوئے۔

(بحوالہ: مثالی تہذیب وتمدن)

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ کو دعوت دینا ❁

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ اور اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں نماز پڑھ رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ نے پوچھا کہ اے محمد (ﷺ) یہ کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا!

"یہ اللہ کا دین ہے جسے اللہ نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور جسے دے کر اپنے رسول کو بھیجا۔ میں تم کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو کہ اکیلا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ہے کہ تم اُس کی عبادت کرو اور لات وعزیٰ (بتوں) کا انکار کردو"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے کہا یہ ایسی بات ہے جو آج سے پہلے میں نے کبھی نہیں سنی، اس لئے میں اپنے والد ابو طالب سے پوچھ کر ہی اس کے بارے میں کچھ فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے اس بات کو پسند نہ فرمایا کہ آپ ﷺ کے اعلان کرنے سے پہلے آپ ﷺ کا راز فاش ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے ہو تو اس بات کو چھپائے رکھو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے اسی حال میں رات گزاری، پھر اللہ تعالیٰ نے اِن کے دل میں مسلمان ہونے کا شوق پیدا فرمایا۔ اگلے روز صبح ہوتے ہی رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کل میرے سامنے آپ ﷺ نے کیا بات پیش فرمائی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

"اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور لات وعزیٰ کا انکار کردو اور اللہ کے تمام شریکوں سے برأت کا اظہار کرو"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے حضور اقدس ﷺ کی بات مان لی اور اسلام

لے آئے۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

الحمدللہ! بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ ہیں۔اسی طرح دیگر مستورات میں عورتوں میں سے حضرت عباسؓ کی بیوی اُمّ الفضل ،اسماء بنت عمیس ،اسماء بنت ابی بکر اور فاطمہ بنت خطاب (حضرت عمرؓ بن خطاب کی بہن) رضی اللہ تعالیٰ عنہن مسلمان ہوئیں۔یہ سب حضرات وخواتین اسلام کا ہراول دستہ ثابت ہوئے اور ان کے علاوہ بھی کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے ،جن میں ورقہ بن نوفل بھی ہیں۔ (بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

دعوت وتبلیغ کے مرکز کا قیام

تین سال کی مسلسل تبلیغ کے بعد آپ ﷺ نے اشاعت اسلام کے کام کو نہایت منظم طریقے پر کرنے کے لئے ایک تبلیغی مرکز کا قیام ضروری سمجھا ،اس مقصد کے لئے حضرت ارقم بن ابی ارقم کا مکان تجویز فرمایا۔اُنہوں نے خوشی سے اپنا مکان پیش کر دیا ،یہ مکان جو مسلمانوں کا سب سے پہلا تبلیغی مرکز بنا اور اس وجہ سے ''**دارالسلام**'' کے نام سے پکارا جاتا تھا ،مکہ سے کچھ دور جنوب مشرق کی طرف کوہ صفا کے دامن میں اسی جگہ پر واقع تھا کہ جب حج کے سالانہ اجتماع میں لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے تو وہ اس مکان کے سامنے سے گزرا کرتے تھے۔آپ ﷺ نے اس دارالسلام میں تین برس قیام فرمایا۔اس دوران دارِ ارقم میں جس قدر اشخاص حلقہ بگوش اسلام ہوئے

تو ان صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا نام بھی سابقون الاولون میں شمار ہوتا ہے۔

(بحوالہ: افہام الحدیث والفقہ والتاریخ)

الحمد للہ! اس تبلیغی مرکز میں ساری انسانیت کی فکر کی جانے لگی کہ کس طرح انسان شرک وکفر کی زندگی سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی پر ایمان لے آئیں اور جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں۔ اس مرکز میں ایمانیات کی دعوت، تعلیم وتعلم (سیکھنا اور سکھانا)، ذکر وعبادت اور خدمت کے اعمال ہوتے تھے اور یہی وہ اعمال ہیں جن کی بدولت سارا عالم نور اسلام سے منور ہوا۔

❀ اہل قریش کو دعوت دینا ❀

حضور اقدس ﷺ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور تمام قریش کو بآوازِ بلند پکارا، مکہ کے لوگ جمع ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

اے قوم قریش! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات پر یقین کروگے؟ تمام لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا! ہاں کیوں نہیں، ہم نے آپ (ﷺ) کو ہمیشہ سچی بات کرتے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب شدید نازل ہوگا۔

یہ سن کر سب لوگ جن میں ابولہب (آپ ﷺ کا چچا) بھی تھا، سخت برہم

ہو کر چلے گئے۔ (صحیح بخاری)

❁ چند روز کے بعد رحمۃ للعالمین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاندان قریش کے لئے دعوت کا اہتمام کرنے کے لئے فرمایا، چنانچہ دعوت کا اہتمام کیا گیا، جس میں عبدالمطلب کے پورے خاندان نے شرکت کی۔

آپ ﷺ نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا!

"میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جو دین اور دُنیا دونوں کو کفیل ہے، اس بارِ گراں کے اُٹھانے میں کون میرا ساتھ دے گا.......؟"

تمام مجلس میں سنّاٹا تھا، دفعۃً حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر فرمایا!

"اگرچہ مجھ کو آشوبِ چشم ہے، میری ٹانگیں پتلی ہیں، اور میں سب سے نوعمر ہوں، تاہم میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا۔ (طبری)

❁ بخاری و مسلم شریف میں روایت ہے کہ جب قرآن مجید کی آیت مبارکہ:

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَ قْرَ بِیْنَ

نازل ہوئی تو آپ ﷺ اُٹھے اور فرمایا!

"اے اہل قریش! اپنی جانوں کو جہنم کی آگ سے بچالو، حکم الٰہی کے سامنے میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔ اے میرے چچا عباس! میں حکم الٰہی کے سامنے آپ کے کسی کام نہ آسکوں گا، اے میری پھوپھی صفیہ! میں حکم الٰہی کے سامنے آپ کے کسی کام نہ آسکوں گا اور آخر میں اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا! اے میری بیٹی فاطمہ بنت محمد (ﷺ) مجھ سے میرے مال میں سے جو

کچھ چاہوں مانگو اور لے لو، لیکن (قیامت کے دن) حکم الٰہی کے سامنے میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا"۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

❁ داعیٔ اعظم ﷺ کا صبر واستقامت ❁

رحمۃ للعالمین، داعیٔ اعظم، حضور اقدس ﷺ کو ذہنی تکلیف پہنچانے کے لئے ابولہب نے اپنے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو زبردستی حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں، کیونکہ اِن کا نکاح حضور اقدس ﷺ کی بیٹیوں (حضرت رقیہ اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے ہوا تھا، لیکن رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی۔ بعد ازاں حضور اقدس ﷺ کی یہ دونوں بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے نکاح میں آئیں۔ (بحوالہ: حکایاتِ صحابہؓ)

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ میدانِ دعوت وتبلیغ میں مزید سرگرم عمل ہوگئے، حتیٰ کہ آپ ﷺ عکاظ، مجنہ اور ذی المجاز میلوں میں جہاں دُور دُور سے لوگ آتے تھے، وہاں اُن کو توحید ورسالت کی دعوت دیتے تھے۔ یہی وہ دَور تھا جس میں کفار نے حضرت یاسر رضی اللہ عنہٗ اور اُن کے بیٹے حضرت عمار رضی اللہ عنہٗ اور اُن کی اہلیہ محترمہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا (جو کہ اسلام میں پہلی شہیدہ ہیں)، حضرت بلال، حضرت خباب بن الارت اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو دِل گداز تکلیفیں دی گئیں اور خود رحمۃ للعالمین ﷺ کو طرح طرح کی

ایذائیں پہنچائی گئیں۔ آپ ﷺ کے راستوں میں کانٹے بچھائے گئے، گھر کے سامنے گندگی پھینکی، دورانِ نماز وسجدہ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر اونٹ کی غلاظت بھری اوجڑی ڈالی گئی۔ آپ ﷺ کو (نعوذ باللہ) دیوانہ، شاعر، کاہن اور جادوگر کہا گیا اور آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں۔

موسمِ حج آیا تو مشرکین نے ابولہب کی سربراہی میں پچیس سرداروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی، جس کا مقصد رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام ﷺ کی تکذیب تھا۔ انہوں نے مکہ میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر اپنے آدمی مقرر کردیئے کہ باہر سے آنے والے حجاج وزائرین کو بہکائیں، اُکسائیں اور کردارکشی والزام کشی کے ذریعے اِن لوگوں کو آپ ﷺ سے متنفر کریں، مگر آپ ﷺ نے اپنا کام جاری رکھا۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ موسم حج میں میدانِ عرفات میں کھڑے ہوجاتے اور فرماتے! کوئی آدمی مجھے اپنے ساتھ اپنی قوم کے پاس لے جائے کیونکہ قریش نے مجھے کلام اِلٰہی کی تبلیغ سے روک رکھا ہے۔ (ابوداؤد)

ابن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں:

رحمۃ للعالمین ﷺ ایک دِن طواف کررہے تھے کہ چند سردارانِ قبائل اسود بن اسد، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور عاص بن سہمی نے پیغمبر اسلام ﷺ سے کہا کہ ہم مل جل کر ایک دوسرے کے معبودوں کی عبادت کیوں نہ کرلیا کریں ..... جس پر سورۃ الکافرون نازل ہوئی۔

الحمد للہ! آپ ﷺ کی شبانہ روز تبلیغی مساعی سے نورِ اسلام پھیلنے لگا اور

صدائے اسلام مکہ سے نکل کر حبشہ تک جا پہنچی، تو قریش مکہ بوکھلا گئے۔ ایذا رسانی کے تمام حربے ناکام ہوتے دیکھے تو کفار مکہ نے نیا ہتھکنڈہ تیار کیا اور مکہ کے مالدار سردار عتبہ کو آپ ﷺ کے ساتھ مذاکرات کے لئے بھیجا۔ اُس نے کہا! اے میرے بھتیجے، اگر آپ (ﷺ) اپنی اس دعوت وتبلیغ والی محنت سے دولت سمیٹنا چاہتے ہیں تو ہم سارے ملک عرب کے اموال آپ (ﷺ) کے قدموں میں ڈھیر کرنے کے لئے تیار ہیں، اگر عزت اور نام ونمود کی طلب ہے تو ہم آپ ﷺ کو اپنا رئیس و سردار مان لیتے ہیں، اگر حکومت کی تمنا ہے تو ہم آپ ﷺ کو سارے ملک عرب کا بادشاہ بنا دیتے ہیں، بس یہ دعوت وتبلیغ کا کام چھوڑ دو اور یہ کہنا چھوڑ دو کہ ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''۔

داعیٔ اعظم، حضور اقدس ﷺ نے اِن تمام چیزوں کی نفی کرتے ہوئے سورہ حمٓ سجدہ (حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝) کی ابتدائی آٹھ آیات کی تلاوت کر کے اصل حقیقت واضح کر دی۔ عتبہ یہ سب سن کر واپس لوٹا تو سردارانِ قریش کو جا کر کہا کہ میں وہ کلام سن کر آیا ہوں جو نہ شعر ہے، نہ جادو ہے اور نہ منتر، تو وہ کہنے لگے، لو عتبہ پر بھی اِس کا جادو چل گیا۔

الحمدللہ! نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما مسلمان ہو گئے، نمازیں چھپ کر پڑھنے کی بجائے بیت اللہ میں ادا ہونے لگیں۔ نبوت کے ساتویں سال ماہ محرم میں مشرکین مکہ نے بنی ہاشم سے مکمل سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ اور آپ ﷺ کے قبیلے کے ساتھ خرید و فروخت، لین دین،

اُٹھنا بیٹھنا ترک کردیا۔ بنی ہاشم ناچار شعبِ ابی طالب میں محصور ہوگئے، یہ سلسلہ تین سال تک جاری رہا۔

دعوت وتبلیغ کی عالی محنت کے پیشِ نظر رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو طرح طرح کی تکلیفیں اور مشقتیں اُٹھانی پڑیں۔ دعوت وتبلیغ کی اس مبارک محنت کے بدلہ میں آپ ﷺ نے کفار و مشرکین کی تمام پیشکشوں کو ٹھکرا دیا کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول تھے، داعی کی نظر صرف اپنے خالق ومالک کی طرف ہوتی ہے اور وہ ہر کام اپنے ربّ کی رضا و خوشنودی کے لئے کرتا ہے، اس لئے آپ ﷺ نے دولت، سرداری اور حکومت کے عہدوں کو ٹھکراتے ہوئے اپنے کام (دعوت وتبلیغ) کو سب پر ترجیح دی۔

❁ داعیِ اعظم ﷺ کا طائف میں جاکر دعوت دینا ❁

الحمد للہ! بیرون مکہ دعوت وتبلیغ کی غرض سے حضور اقدس ﷺ نے ماہ شوال میں طائف کا رُخ فرمایا۔ اس سفر میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ راستے میں آنے والے تمام قبائل کو اسلام کی دعوت دیتے گئے، مگر کسی نے بھی قبول نہ کیا۔ آخر پچاس، ساٹھ میل کی مسافت پیدل طے کرکے آپ ﷺ طائف پہنچے۔ بنی ثقیف کے سرداروں عبد یا لیل، مسعود اور حبیب کو جمع کیا جو کہ سگے بھائی اور عمر بن عمیر ثقفی کے بیٹے تھے، انہیں اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہ کی۔ آپ ﷺ دس دِن تک طائف میں رُکے رہے۔ اُن لوگوں نے

اسلام قبول کرنے کی بجائے آپ ﷺ کو شہر سے نکال دیا اور شریر بچوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا کہ آپ ﷺ کا مذاق اُڑائیں، تالیاں پیٹیں، پتھر مارے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دونوں جوتے خون جاری ہونے سے رنگین ہوگئے۔ یہ شریر آپ ﷺ کو پتھر مارتے، شہر سے تین میل باہر تک چھوڑ گئے۔

صحیح بخاری ومسلم شریف میں ہے کہ جب آپ ﷺ مکہ سے آتے ہوئے قرن الثعالب (موجودہ نام قرن المنازل) پہنچے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قوم کا رویّہ دیکھ لیا ہے اور جو جواب اُنہوں نے دیا ہے، وہ بھی سن لیا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ ﷺ اسے حکم دیں گے تعمیل ہوگی، اور اتنے میں پہاڑوں کے فرشتے نے کہا! اگر آپ ﷺ حکم دیں تو اِن دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا دُوں اور ان لوگوں کو ختم کر دوں (جنہوں نے آپ ﷺ کا یہ حال کیا ہے)، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ ان لوگوں کی نسلوں سے ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

❁ داعی اعظم ﷺ کا عمومی گشتیں فرمانا ❁

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان ہے، بڑا خوبصورت ہے اور لوگوں کو دعوت دیتا پھرتا ہے، صبح سے چل رہا ہے اور ایک کلمہ کی طرف بلا رہا

ہے، میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟..... لوگوں نے کہا یہ قریش کا نوجوان ہے، جو بے دین ہوگیا ہے، آپ ﷺ لوگوں میں گشتیں کر رہے ہیں، انہیں اللہ کی طرف بلا رہے ہیں..... شام ہوئی ایک آدمی نے آکر آپ ﷺ کے چہرہ انور پر تھوکا..... دوسرے نے گریبان پھاڑا..... ایک نے آکر سر میں مٹی ڈال دی..... ایک نے آکے تھپڑ مارا . . . . . میرے ماں باپ قربان رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ پر، آپ ﷺ کی زبانِ اقدس سے ایک بول بدُعا کا نہیں نکلا..... اتنے میں آپ ﷺ کی صاجزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا..... وہ زاروقطار روتی ہوئی پیالے میں پانی لئے آئیں . . . . . آپ ﷺ نے جب بیٹی کو روتے دیکھا تو ذرا آنکھیں نم ہوگئیں..... فرمایا!

بیٹی! اپنے باپ کا غم نہ کر، تیرے باپ کی اللہ حفاظت فرمائے گا..... میرا کلمہ زندہ ہوگا..... وہ صحابیؓ کہتے ہیں (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے)..... میں نے لوگوں سے پوچھا! یہ لڑکی کون ہے؟..... بتایا گیا، یہ ان کی بیٹی ہے۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ داعی اعظم ﷺ کا خصوصی ملاقات میں دعوت دینا ❁

طائف سے تین میل باہر ربیعہ کے بیٹوں، عتبہ اور شیبہ کا باغ تھا۔ آپ ﷺ زخموں سے نڈھال باغ میں تشریف لے گئے۔ عتبہ اور شیبہ نے جب آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا تو اپنے غلام جس کا نام عدّاس تھا اور وہ عیسائی تھا، کو انگور دے

کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا۔ حضور اقدس ﷺ کی گفتگو جو عداس کے ساتھ ہوئی، اُسے ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے:

❁ **حضور اقدس ﷺ: بسم اللہ پڑھ کر انگور تناول فرمانے لگے۔**

(اور اس حالت میں بھی عداس کو دعوت دی)

عداس: یہ کلمہ (بسم اللہ) تو یہاں کے لوگ نہیں پڑھتے۔

❁ **حضور اقدس ﷺ: تیرا کیا نام ہے؟ اور تو کہاں کا رہنے والا ہے؟**

عداس: میرا نام عداس ہے اور میں نینوا کا رہنے والا ہوں۔

❁ **حضور اقدس ﷺ: جہاں کا حضرت یونس (علیہ السلام) بن متی تھا؟**

عداس: آپ (ﷺ) کو کیسے معلوم ہے؟

❁ **حضور اقدس ﷺ: وہ (یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی میرا بھائی پیغمبر تھا اور میں (مُحَمَّد ﷺ) بھی اللہ کا رسول ہوں۔**

عداس: آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔

اُدھر عتبہ اور شیبہ دیکھ رہے تھے، جب عداس اُن کے پاس آیا تو وہ کہنے لگے کہ تم اُسے (رحمۃ للعالمین ﷺ) کو کیوں چوم رہے تھے؟ اُس نے کہا کہ اِس وقت کرہ ارض پر اِن سے بہتر کوئی شخص نہیں، آپ (ﷺ) نے مجھے ایسی بات بتائی ہے، جو کوئی نبی ہی بتا سکتا ہے، تو اُنہوں نے اُسے ڈانٹ دیا اور کہا کہ تمہارا دین اُس کے دین سے بہتر ہے، کہیں اپنا دین نہ چھوڑ بیٹھنا۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

❁ داعی اعظم ﷺ کی دعوت وتبلیغ کا پاکیزہ انداز ❁

رحمۃ للعالمین، پیغمبرِ اسلام، حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا ہر چیز سے زیادہ محبوب تھا۔ آپ ﷺ کے قلبِ اطہر میں اس بات کی بہت زیادہ فکر تھی کہ تمام لوگوں کو ہدایت مل جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو جائیں اور جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے دعوت کے ذریعہ مخلوق کو خالق کے ساتھ جوڑنے کے لئے زبردست محنت فرمائی۔

حضور اقدس ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ کا وظیفہ حیات ''دعوت الی اللہ'' ہے، اس سلسلہ میں آپ ﷺ کے نزدیک دعوت وتبلیغ کے موضوعات مندرجہ ذیل تھے:

- ❁ مخلوق سے خالق کی طرف دعوت دینا
- ❁ چیزوں سے اعمالِ صالحہ کی دعوت دینا
- ❁ دُنیا سے آخرت کی طرف دعوت دینا
- ❁ جہنم سے جنت کی طرف دعوت دینا

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے دعوت وتبلیغ کے پیشِ نظر جن طریقوں اور اُصولوں کو اپنایا، وہ اللہ جل شانہٗ ہی کا بتایا ہوا تھا

1. دعوت الی اللہ کے لوازمات

اللہ جل شانہٗ نے حضور اقدس ﷺ کو مخاطب فرما کر دعوت الی اللہ کے لوازمات

اس طرح بیان فرمائے ہیں، قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

(النحل : ۱۲۵)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) اپنے ربّ کے راستے کی طرف دعوت دو، حکمت (دانائی) اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو، ایسے طریقے پر جو بہترین ہو۔

اس آیت مبارکہ میں دعوت وتبلیغ کے تین اُصول حکمت (دانائی)، عمدہ نصیحت اور مجادلہ احسن بیان کیے گئے ہیں اور آپ ﷺ نے موقع ومحل کے مطابق اِن اُصولوں کا اپنایا۔

3. اندازِ دعوت وتبلیغ اور شیریں بیانی

❋ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح لگاتار نہیں ہوتی تھی، بلکہ صاف صاف ہر بات ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتی تھی کہ پاس بیٹھنے والے اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

(شمائل ترمذی)

❋ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ گفتگو تدریج کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر فرماتے۔ (ابوداؤد، ص ۶۶۵)

❁ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو کبھی ایسا نہ دیکھا کہ آپ ﷺ گفتگو فرماتے ہوئے مسکراتے نہ ہوں۔

(شمائل کبریٰ، جلد۲، ص۱۲۲)

❁ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے دانتوں سے نور نکلتا ہوا معلوم ہوتا۔

(بخاری شریف)

❁ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ گفتگو فرماتے ہوئے ہاتھ کو بھی حرکت دیتے تھے، کبھی داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرونی حصے پر مارتے اور آپ ﷺ بلا ضرورت کلام نہ فرماتے۔ کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے یعنی بات شروع سے آخر تک نہایت صاف ہوتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

❁ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ بسا اوقات بیٹھے گفتگو فرماتے تو آسمان کی جانب نگاہ فرماتے۔ (ابوداؤد)

❁ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کلام کو (حسبِ موقع) تین مرتبہ دُہراتے تاکہ سننے والے اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ (شمائل ترمذی)

❁ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ وقفہ سے وعظ و تقریر فرماتے، اس وجہ سے کہ لوگ اُکتا نہ جائیں۔ (شمائل کبریٰ، جلد۲، ص۲۷۷)

❁ حضور اقدس ﷺ مسجد میں وعظ فرماتے تو عصا مبارک پر ٹیک فرماتے اور اگر میدان جہاد میں نصیحت فرماتے تو کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔ دوران وعظ جس امر پر زور دینا ہوتا تو اس پر ان الفاظ سے قسم کھاتے: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ (یعنی قسم ہے اُس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے)۔

(بحوالہ: اسوہ رسول اکرم ﷺ، ص ۹۱)

4. فصاحت و بلاغت

❁ ابراہیم تیمی نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ کسی کو فصیح نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا! کون سی چیز مجھے فصاحت سے روکتی، قرآن میری زبان میں نازل ہوا، جو خالص فصیح عربی ہے، میں قریش میں پیدا ہوا (جو افصح العرب ہے) اور میری پرورش قبیلہ بنی سعد بن بکر میں ہوئی۔

(سبل الہدیٰ، جلد ۲، ص ۹۹)

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ (بیہقی، جلد ۲، ص ۱۶۰)

5. نرمی و شفقت

حضور اقدس ﷺ دعوت و تبلیغ میں نرمی، شفقت اور سہولت کو پیش نظر رکھتے، جو انسانی نفسیات کے عین مطابق ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی یہی یہی اُصول بتایا ہے:

بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا ...... يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا

لوگوں کو بشارت دو اور دین سے نفرت نہ دلاؤ.....

احکام آسان کرکے پیش کرو اور لوگوں کو سختی اور تنگی میں نہ ڈالو۔

6. صبر و استقلال

حضور اقدس ﷺ سراپا صبر و استقلال تھے۔ آپ ﷺ کو دین کے بارے میں سب سے زیادہ ستایا گیا اور سب سے زیادہ رُلایا گیا۔ طائف کے سفر میں آپ ﷺ کے جسم اطہر سے اتنا خون نکلا کہ نعلین مبارک خون سے تر ہو گئے، لیکن آپ ﷺ نے اُن کے لئے بددُعا نہیں فرمائی۔ اُحد کی لڑائی میں جب حضور اقدس ﷺ کا دندان مبارک شہید ہو گیا تو لوگوں نے کفار پر بددُعا کی درخواست کی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ یہ ناواقف ہیں"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ بھی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح بددُعا فرما دیتے تو ہم سب کے سب ہلاک ہو جاتے کہ آپ ﷺ کو ہر قسم کی تکلیفیں پہنچائی گئیں، لیکن آپ ﷺ ہر وقت یہی فرماتے رہے کہ یا اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما کہ وہ جانتے نہیں۔

(بحوالہ: فضائل صدقات، ص ۲۷۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے حضور اقدس ﷺ سے درخواست کی کہ قریش نے مسلمانوں کو بہت اذیتیں پہنچائی ہیں، آپ ﷺ

ان کے لئے بدؒعا فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بددعائیں دینے کے لئے نہیں بھیجا گیا، میں لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(فضائل صدقات، ص ۲۷۸)

7. عملی نمونہ

حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ بابرکات داعی اور مبلغ ہی نہ تھے بلکہ دعوت وتبلیغ کا عملی نمونہ بھی تھے۔ نماز کی تلقین فرمائی تو ساتھ ہی فرمایا کہ نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتا دیکھتے ہو۔ حج کا حکم فرمایا تو ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مجھ سے حج کے مناسک سیکھو۔ حضرت سعد بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؓ مجھے بتائیں کہ حضور اقدس ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا! کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا پڑھتا ہوں، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے اخلاق اللہ کا قرآن ہے۔ (مسلم شریف)

8. عفو وحلم

حضور اقدس ﷺ دعوت وتبلیغ میں رواداری اور عفو پر عمل فرماتے، لوگوں کی سختی کا نرمی سے اور بداخلاقی کا خوش اخلاقی سے جواب مرحمت فرماتے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے، بلکہ معافی اور درگذر سے لیتے۔ (شمائل ترمذی)

❁ داعیٔ اعظم ﷺ کا صحابہؓ کو دعوت دینا ❁

❁ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا ❁

حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی خالہ ازوی بنت عبدالمطلب کے پاس اُن کی بیمار پرسی کے لئے گیا، کچھ دیر بعد حضور اقدس ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔ میں آپ ﷺ کو غور سے دیکھنے لگا اور آپ ﷺ کی نبوت کا تھوڑا بہت تذکرہ ان دنوں ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا! اے عثمان! تمہیں کیا ہوا؟ (مجھے غور سے دیکھ رہے ہو) میں نے عرض کیا! مَیں اس بات پر حیران ہوں کہ آپ ﷺ کا ہم میں بڑا مرتبہ ہے اور پھر آپ ﷺ کے بارے میں ایسی باتیں کہی جارہی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا!

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں)

اللہ گواہ ہے کہ میں یہ سُن کر کانپ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

وَفِى السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ○

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ○

(الذّٰريٰت : ۲۲ . ۲۳)

ترجمہ: اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا، سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کی کہ یہ تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو۔

پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل دیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا ❁

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے چچا، ہم عمر اور رضاعی بھائی بھی تھے۔ انہیں آپ ﷺ سے بہت محبت تھی۔ ایک دن رحمۃ للعالمین ﷺ، پیغمبر اسلام ﷺ کوہ صفا پر لوگوں کو دعوت اسلام دے رہے تھے کہ ابو جہل اس طرف آنکلا اور آپ ﷺ سے انتہائی گستاخی کے ساتھ پیش آیا، اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر اس زور سے پتھر مارا کہ خون بہنے لگا۔ بعد ازاں وہ خانہ کعبہ کے پاس قریش کی مجلس میں جا بیٹھا۔ عبد اللہ بن جدعان کی ایک لونڈی کوہِ صفا پر واقع اپنے مکان سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپس تشریف لائے تو اس نے ابو جہل کی اس گستاخانہ حرکت کے بارے میں بتایا۔ حضرت حمزہ اُس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، کنیز کی باتیں سنتے ہی غصہ میں، اسی حالت میں جبکہ کمان اِن کے ہاتھ میں تھی، ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے، اور اپنی کمان ابو جہل کے سر پر اس زور سے ماری کہ اِس کا سر پھٹ گیا اور واپس گھر تشریف لے آئے۔ گھر پہنچ کر رحمۃ للعالمین ﷺ کو تسلی دی اور کہا بھتیجے تو خوش ہو جا

میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا (حضرت حمزہؓ) کو اس موقع پر دعوت دی اور فرمایا!

اے میرے چچا! اس بات سے مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی
البتہ آپ مسلمان ہو جائیں تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔

اِس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ' مسلمان ہو گئے۔

(بحوالہ: مثالی تہذیب وتمدن)

❁ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا ❁

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے یہ دُعا مانگی!

"اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل)
کے ذریعہ قوت عطا فرما"۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دُعا حضرت عمر بن خطاب کے حق میں قبول فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اِن کو اسلام کی بنیادوں کے مضبوط ہونے کا اور بت پرستی کی عمارت کے گر جانے کا ذریعہ بنایا۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نے فرمایا کہ تم لوگ چاہتے ہو کہ میں اپنے ابتدائے اسلام کا قصہ بیان کروں؟ ہم نے کہا، جی ضرور۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں حضور اقدس ﷺ کے بڑے دشمنوں میں سے تھا۔ صفا

پہاڑی کے قریب ایک مکان میں حضور اقدس ﷺ تشریف فرما تھے، میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے میرا گریبان پکڑ کر فرمایا۔ اے خطاب کے بیٹے! مسلمان ہو جا اور ساتھ ہی یہ دُعا کی کہ اے اللہ اسے ہدایت عطا فرما، میں نے فوراً کہا!

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ

فرماتے ہیں کہ میرے اسلام لاتے ہی مسلمانوں نے اتنی بلند آواز سے تکبیر کہی کہ جو مکہ کی تمام گلیوں میں سنائی دی۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ جنات کو دعوت دینا ❁

اسی راستہ میں وادی نخلہ بھی پڑتی ہے، واپسی پر حضور اقدس ﷺ نے وہاں بھی چند دِن قیام فرمایا اور اسی قیام کے دوران جنات نے آپ ﷺ سے قرآن حکیم سُنا اور ایمان لائے، جیسا کہ سورۃ احقاف کی آیات **29** تا **31** اور سورۃ جن کی آیتِ مبارکہ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ میں مذکور ہے۔ (بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

اس طویل سفر میں کوئی آدمی مسلمان نہ ہوا، صرف عدّاس نے نبوت کو تسلیم کیا، مگر وہ بھی عتبہ اور شیبہ کے ہاتھوں دب گیا۔

❁ ماہ ذی القعد میں آپ ﷺ واپس مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور موسم حج پر

آپ ﷺ نے دُور دراز سے آنے والے قبائل اور افراد کو اسلام کی دعوت دی۔

(بحوالہ: طبقات ابن سعدؒ)

"ایک آدمی کا ہدایت پر آنا سرخ اونٹوں سے بہتر ہے"

❁ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا کہ اطمینان سے چلتے رہو، یہاں تک کہ ان کے میدان میں پہنچ جاؤ، پھر ان کو اسلام کی دعوت دو اور اللہ تعالیٰ کے جو حق ان پر واجب ہیں، وہ ان کو بتاؤ۔ اللہ کی قسم! تمہارے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت دے دے، یہ تمہارے لئے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تمہیں سرخ اونٹ مل جائیں۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا ❁

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کس بنیاد پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام لانے میں آپ کا چوتھا نمبر ہے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو سراسر گمراہی پر سمجھتا تھا اور بُت میرے خیال میں کوئی چیز نہ تھے۔ پھر میں نے ایک آدمی کے بارے میں سُنا کہ وہ مکہ میں (غیب کی) خبریں بتلاتا ہے اور نئی نئی باتیں بیان کرتا ہے۔ چنانچہ میں اُونٹنی پر سوار ہو کر فوراً مکہ پہنچا۔ وہاں پہنچتے ہی معلوم ہوا کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ چھپ کر رہتے ہیں اور آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو تکلیف

دینے کے درپے ہے اور بہت بے باک ہے اور میں بڑی حیلہ جوئی کے بعد آپ ﷺ تک پہنچا اور میں نے عرض کیا، آپ (ﷺ) کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی (ﷺ) ہوں۔ میں نے عرض کیا، اللہ کا نبی کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کی طرف سے پیغام لانے والے کو۔ پھر میں نے عرض کیا، کیا واقعی اللہ نے آپ ﷺ کو پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ میں نے عرض کیا، اللہ نے کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ نے مجھے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ اللہ کو ایک مانا جائے اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کیا جائے، اور بتوں کو توڑ دیا جائے، اور صلہ رحمی کی جائے یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا جائے۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، اس دین کے معاملے میں آپ ﷺ کے ساتھ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر بن ابی قُحافہ اور حضرت ابو بکرؓ کے غلام حضرت بلالؓ تھے۔ میں نے عرض کیا، میں آپ ﷺ کا اتباع کرنا چاہتا ہوں، یعنی اسلام کو ظاہر کر کے یہاں مکہ میں آپ ﷺ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! فی الحال تمہارا میرے ساتھ رہنا تمہاری طاقت سے باہر ہے، اس لئے اب تم اپنے گھر چلے جاؤ اور جب تم سنو کہ مجھے غلبہ ہو گیا تو میرے پاس چلے آنا۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان ہو کر میں اپنے گھر واپس آ گیا اور حضور اقدس ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے

گئے ، میں آپ ﷺ کی خبریں اور حالات معلوم کرتا رہتا تھا ، یہاں تک کہ مدینہ سے ایک قافلہ آیا۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ وہ مکی آدمی جو مکہ سے تمہارے ہاں آیا ہے اُس کا کیا حال ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ان کی قوم نے ان کو قتل کرنا چاہا لیکن نہ کر سکے اور نصرتِ الٰہی ان کے اور قوم کے درمیان رکاوٹ بن گئی اور ہم لوگوں کو اس حال میں چھوڑ کر آئے ہیں کہ سب آپ ﷺ کی طرف لپک رہے ہیں۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ پہنچا اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ ! کیا آپ ﷺ مجھ کو پہچانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، کیا تم وہی نہیں ہو جو مکہ میں میرے پاس آئے تھے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، میں وہی ہوں۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سکھایا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں، اس میں سے کچھ آپ ﷺ مجھے سکھا دیں۔ اس کے بعد حدیث کا کافی حصہ ابھی باقی تھا۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ حضرت حکم بن کیسان رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا ❁

حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حکم بن کیسان کو گرفتار کیا تو ہماری جماعت کے امیر نے اُن کی گردن اُڑانے کا ارادہ کیا تو میں

نے عرض کی کہ آپؓ اسے رہنے دیں، ہم اسے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لے جائیں گے۔ چنانچہ ہم انہیں آپ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اِن کو اسلام کی دعوت دینے لگے اور دیر تک دعوت دیتے رہے۔ جب زیادہ دیر ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ اس سے کس اُمید پر بات کر رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! یہ کبھی بھی مسلمان نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اُڑادوں تاکہ یہ جہنم رسید ہو جائے، لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور اسے مسلسل دعوت دیتے رہے، یہاں تک کہ حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جونہی میں نے اُن کو مسلمان ہوتے ہوئے دیکھا تو اگلے پچھلے تمام خیالات نے مجھے گھیر لیا اور میں نے اپنے دِل میں کہا کہ جس بات کو حضور اقدس ﷺ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، میں اس بات میں کیسے جسارت کر بیٹھا ہوں؟ پھر میں نے یہ سوچا کہ میں نے اللہ اور اُس کے سچے رسول ﷺ کی خیر خواہی میں بات کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حکم مسلمان ہوئے اور بہت اچھے مسلمان بنے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے رہے، یہاں تک کہ بیر مَعونہ کے موقع پر شہادت کا مرتبہ پایا اور حضور اقدس ﷺ اُن سے راضی تھے اور وہ جنت میں داخل ہوئے۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ بازار ذی المجاز میں دعوت دینا ❁

بنی مالک بن کنانہ کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو بازار ذی المجاز میں پھرتے ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ دعوت دے رہے تھے:

''اے لوگو! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو، کامیاب ہو جاؤ گے''۔

وہ صاحب کہتے ہیں کہ ابوجہل آپ ﷺ پر مٹی پھینکتا اور لوگوں کو کہتا کہ اپنا خیال رکھنا، یہ آدمی تمہیں تمہارے دین سے ہٹا نہ دے۔ یہ تو چاہتا ہے کہ تم اپنے خداؤں کو اور لات و عزّیٰ کو چھوڑ دو، لیکن رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ قبیلہ بنی حنیفہ میں جا کر دعوت دینا ❁

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ‘ فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ قبیلہ بنی حنیفہ کے پاس ان کی قیام گاہ میں تشریف لے گئے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی، اپنے آپ ﷺ کو ان پر پیش کیا لیکن عربوں میں سے کسی نے آپ ﷺ کی دعوت کو ان سے زیادہ بُرے طریقے سے نہیں ٹھکرایا۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ حج کے موقع پر دعوت دینا ❁

حضرت حارث بن حارث غامدی رضی اللہ عنہ‘ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے، میں نے اپنے والد سے پوچھا یہ مجمع کیسا ہے؟

انہوں نے کہا یہ سب ایک آدمی (حضور اقدس ﷺ) کی وجہ سے جمع ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے گردن اونچی کر کے دیکھا تو نظر آیا کہ رحمۃ للعالمین حضور اقدس ﷺ لوگوں کو اللہ کی وحدانیت کی دعوت دے رہے ہیں اور لوگ آپ ﷺ کی بات کا انکار کر رہے ہیں۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہٗ کو دعوت دینا ❁

❁ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ کے قاتل وحشی بن حرب کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے آدمی بھیجا۔ وحشی بن حرب نے جواب میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ مجھے کیسے اسلام کی دعوت دے رہے ہیں، حالانکہ آپ خود یہ کہتے ہیں کہ قاتل، مشرک اور زانی دوزخ میں جائیں گے اور قیامت کے دن اُن پر عذاب دُگنا ہوگا اور ہمیشہ ذلیل ہو کر جہنم میں پڑے رہیں گے اور میں نے یہ سب کام کیے ہیں تو کیا میرے لئے آپ کے خیال میں ان برے کاموں کی سزا سے بچنے کی کوئی گنجائش ہے؟

اس پر اللہ جل جلالہٗ نے فوراً یہ آیت نازل فرمائی:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ ط وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ (الفرقان: ۷۰)

ترجمہ: مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک، سو ان کو بدل دے

گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔

اس آیت کو سن کر وحشی بن حرب نے کہا، توبہ اور ایمان وعملِ صالح کی شرط بہت کڑی ہے، شاید میں اسے پورا نہ کرسکوں۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج

(النسآء : ۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ نہیں بخشتا اُس کو جو اس کا شریک کرے

اور بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ جس کے چاہے۔

اس پر وحشی بن حرب نے کہا، مغفرت تو اللہ کے چاہنے پر موقوف ہوگی، پتہ نہیں اللہ مجھے بخشیں گے یا نہیں۔ کیا اِس کے علاوہ کچھ اور گنجائش ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(الزمر : ۵۳)

ترجمہ: آپ ﷺ کہہ دیجیے! اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنی جان

پر، آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے، بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ،

وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان۔

اس پر وحشی بن حرب نے کہا کہ ہاں ! یہ ٹھیک ہے اور مسلمان ہو گئے ۔ اس موقع پر بعض لوگوں نے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا ، یا رسول اللہ ! ہم نے بھی وہی گناہ کیے ہیں ، جو حضرت وحشی نے کیے تھے ، کیا یہ آیت ہمارے لئے بھی ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ! ہاں ، یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے ۔ (بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ: جلد ۱)

❁ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو دعوت دینا ❁

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی خبر ملی (یا آپ ﷺ کی نبوت کی خبر ملی) تو مجھے یہ بہت بُرا لگا ، چنانچہ میں اپنے وطن سے نکل کر روم کی طرف چلا گیا اور بعض روایات میں ہے کہ میں قیصر کے پاس چلا گیا اور میرا یہ رُوم میں آکر قیصر کے پاس چلے جانا ، مجھے حضور اقدس ﷺ کے ہجرت فرمانے سے بھی اور زیادہ بُرا لگا اور میں نے اپنے دِل میں کہا مجھے اِس آدمی کے پاس جانا چاہئے اگر یہ جھوٹا ہوگا تو میرا نقصان نہیں کر سکے گا اور اگر سچا ہوگا تو پتہ چل جائے گا ، فرماتے ہیں کہ میں مدینہ پہنچا تو لوگ (خوش ہو کر) کہنے لگے عدی بن حاتم آگئے ، عدی بن حاتم آگئے ۔ چنانچہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ، آپ ﷺ نے مجھ سے تین دفعہ فرمایا !

اے عدی بن حاتم ! مسلمان ہو جاؤ ، سلامتی پاؤ گے ۔

میں نے کہا، میں خود ایک دین پر چل رہا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، میں تمہارے دین کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے (حیران ہوکر) کہا آپ ﷺ میرے دین کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں۔ کیا تم فرقہ رَکوسِیہ میں سے نہیں ہو (یہ نصاریٰ اور صابئین کے درمیان کا فرقہ ہے) اور تم اپنی قوم کا چوتھائی مالِ غنیمت کھا جاتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا حالانکہ تمہارے لئے یہ تمہارے دین میں حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا جی ہاں، حلال نہیں ہے، رحمۃ للعالمین ﷺ نے اتنی ہی بات کی تھی کہ میں آپ ﷺ کی بات کے سامنے جھک گیا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اور سُنو میں اس بات کو خوب جانتا ہوں جو تمہیں اسلام سے رُوک رہی ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ اِن کے پیچھے چلنے والے تو کمزور قسم کے وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی قوت نہیں ہے اور اہل عرب نے ان کو الگ پھینک رکھا ہے (یا تمام عرب نے ان کو نشانہ بنا رکھا ہے) کیا تم **حِیْــرَہ** شہر کو جانتے ہو؟ میں نے کہا کہ اسے دیکھا تو نہیں البتہ اس کا نام سُنا ضرور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اللہ اِس دین کو ضرور پورا کر کے رہے گا (اور ایسا امن و امان ہو جائے کہ) پردہ نشین عورت تنِ تنہا حِیْــرَہ سے چلے گی اور اکیلے بیت اللہ کا طواف کرے گی اور کوئی اس کے ساتھ نہ ہوگا اور کسریٰ بن ہُرمُز کے خزانے فتح کئے جائیں گے۔

میں نے (حیران ہوکر) کہا کسریٰ بن ہُرمُز کے خزانے؟ آپ ﷺ نے فرمایا،

ہاں! کسریٰ بن ہُرمُز کے خزانے اور مال خوب خرچ کیا جائے گا، حتیٰ کہ اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا۔

یہ قصہ سنانے کے بعد حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا، دیکھو یہ تنِ تنہا عورت حیرہ سے آرہی ہے اور میں خود اِن لوگوں میں تھا، جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کئے اور اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تیسری بات بھی ضرور ہو کر رہے گی، اس لئے کہ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ فرما چکے ہیں۔

(بحوالہ: حیاۃ الصحابہؓ)

❁ مدنی دور میں دعوت وتبلیغ کی محنت ❁

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں سورۂ توبہ، آیت **33**، سورۂ فتح آیت **28** اور سورۂ صف آیت **9** **لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ** (تاکہ دینِ اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے) میں دینِ اسلام کی تمام ادیانِ سابقہ پر فتح ونصرت کی جو خوشخبری دی تھی اُسے حقیقت کا رُوپ دینے کے لئے کسی ایسے مقام کا استقرار ضروری تھا، جہاں شعائرِ دین کی ادائیگی اور اسلام کی دعوت وتبلیغ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور جہاں اسلامی حکومت کا قیام وتشکیل ممکن ہو، جو ظلم کے خاتمے اور عدل و انصاف کا ضامن ہو۔ اِن اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے مکہ مکرمہ جیسے شرک کے ماحول سے نکلنا ضروری تھا اور اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی، حضور اقدس ﷺ کے لئے جو جگہ پسند فرمائی وہ ''مدینہ منورہ'' تھی، جہاں پہنچ کر

آپ ﷺ نے مندرجہ ذیل اقدامات فرمائے۔

1. حضور اقدس ﷺ نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر فرمائی اور اپنے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو مسجد والا بنایا اور دعوت وتبلیغ کی مبارک محنت کے پیش نظر مسجد کو مرکز بنایا۔ مسجد نبوی ﷺ جہاں مسلمانوں کے لئے بیک وقت مرکز عبادت تھی، وہاں ساتھ ہی دینی علوم کی عظیم درسگاہ اور دعوت وتبلیغ کا عالمی مرکز بھی تھی۔

2. حضور اقدس ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ میں دعوت وتبلیغ کی مبارک محنت کے پیش نظر ایسے اعمال شروع فرمائے، جن کی برکت سے نُور کا وہ سیلاب پھوٹا، جس کی روشنی نے نہ صرف حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے قلوب کو نورِ ایمانی سے چمکا دیا، بلکہ پورے عالم کو منور فرمادیا۔ امت مسلمہ اگر آج بھی آپ ﷺ کی پاکیزہ محنت کے اِن مبارک اعمال کو اختیار کرلے تو اللہ جل شانہٗ اپنی قدرتِ کاملہ سے سارے دین کو سارے عالم میں زندہ فرمادے گا۔ (انشاءاللہ)

آپ ﷺ کی پاکیزہ محنت کے یہ مبارک اعمال مندرجہ ذیل ہیں:

رات کو کرنے والے اعمال

- تہجد کی نماز کا اہتمام
- قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام
- اللہ جل شانہٗ کے ذکر کا اہتمام
- دُعاؤں کا اہتمام

دِن کو کرنے والے اعمال:

- ❁ دعوت الی اللہ
- ❁ تعلیم و تعلّم (سیکھنا اور سکھانا)
- ❁ ذکر و عبادت ..... اور
- ❁ خدمت

3. حضور اقدس ﷺ نے تیسرا اہم کام یہ فرمایا کہ انصارِ مدینہ اور مہاجرین مکہ کے مابین ''رشتہ مؤاخات'' قائم فرمایا تا کہ مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ فوراً حل ہو، وہ معاشی طور پر خود کفیل ہوں اور معاشرہ کے تمام افراد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ آپ ﷺ نے سب مہاجرین اور انصار کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کے گھر پر جمع فرمایا۔ مہاجرین اس وقت تعداد میں پنتالیس تھے۔ آپ ﷺ نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا!

''یہ (مہاجرین) تمہارے بھائی ہیں''۔

پھر مہاجرین اور انصار میں سے دو، دو جاں نثاروں کو بلا کر فرماتے گئے کہ ''یہ تمہارا بھائی ہے'' (دو دو کی جوڑیاں بنا دیں) اور یوں پنتالیس مہاجرین کو پنتالیس انصار کے ساتھ رشتہ مؤاخات میں پرو دیتے ہیں، اس طرح کہ عمر، مزاج اور سماجی رُتبے کا بھی لحاظ رکھتے ہیں تا کہ یہ سب تسبیح وحدت کے دانے بن جائیں۔

الحمدللہ! اکابرین نے ان پاک ہستیوں کے نام بھی درج کیے ہیں، جن میں یہ سلسلہ مؤاخات مستحکم کیا گیا تھا تبرکاً چند اسماءِ مبارک درج کیے جاتے ہیں۔

❁ رحمۃ للعالمین ﷺ اور ❁ علی مرتضیٰ بن ابی طالب

❁ ابوبکر صدیقؓ اور ❁ خارجہ بن زیدؓ

❁ عمر فاروقؓ اور ❁ عتبان بن مالکؓ

❁ عثمان غنیؓ اور ❁ اوس بن ثابتؓ

❁ جعفرؓ بن ابی طالب اور ❁ معاذؓ بن جبل

❁ ابوعبیدہؓ بن جراح اور ❁ سعدؓ بن معاذ

❁ عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور ❁ سعد بن ربیعؓ

❁ زبیرؓ بن العوام اور ❁ سلمہؓ بن سلامۃ

❁ طلحہؓ بن عبداللہ اور ❁ کعبؓ بن مالک

❁ سعید بن زیدؓ اور ❁ ابی بن کعبؓ

❁ مصعبؓ بن عمیر اور ❁ ابوایوبؓ

❁ ابوحذیفہؓ بن عتبہ اور ❁ عبادؓ بن بشیر

❁ عمار بن یاسرؓ اور ❁ حذیفہؓ بن الیمان

❁ سلمان فارسیؓ اور ❁ ابوالدرداءؓ

❁ منذرؓ بن عمر اور ❁ ابوذر غفاریؓ

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

4. چوتھا اہم کام یہ فرمایا کہ اس نئے اسلامی معاشرے کے افراد اور دوسری قوموں خصوصاً یہود کے مابین معاہدہ صلح عدم جارحیت طے کیا، یہ معاہدہ حضور اقدس ﷺ کی سیاسی بصیرت کا شاہکار اور دُنیا کا پہلا تحریری دستور ہے۔

تاریخ اسلام اس پر گواہ ہے کہ ہجرت نے مختلف العقیدہ لوگوں کو ایک کرکے امت واحدہ پیدا کردی ، چنانچہ اسلامی حکومت کے زیر سایہ یہود و نصاریٰ وغیرہ نے بھی اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے اپنے مال واسباب اور جان وآبرو کو محفوظ و مامون پایا۔ مسلمانوں نے ان کے حقوق کی نگہداشت کی۔ اس اسلامی حکومت نے جس طرح مختلف ادیان والوں کے درمیان رواداری کی فضا پیدا کرکے خوشگوار زندگی بخشی ،اس کی مثال کسی حکومت میں نہیں ملتی اور یہ فرما کر کہ ''**انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں**'' ایک نظام جدید کی بنیاد رکھی تا کہ دینی، لسانی اور وطنی اختلاف کے باوجود صلح وآشتی قائم ہو جائے۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام)

5. مسلمانوں کو کفار و مشرکین کے ظلم وستم سے نجات مل گئی اور ایسا ماحول میسر آیا کہ دعوت وتبلیغ کی محنت کے پیش نظر جماعتیں بیرون ممالک بھی بھجوائی گئیں اور دیگر ممالک کے سلاطین اور امراء کو دعوتی خطوط بھیجے گئے، جن میں سے بعض دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

6. حضور اقدس ﷺ عقیدہ وعمل کے لحاظ سے تعمیر انسانیت کے مراحل سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اگلا اہم کام یہ کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد کی ترغیب دی اور دُشمن سے بوقت ضرورت دفاعی مقابلہ کرنے کے لئے اُس وقت کے حربی فنون ، تیراندازی ،شمشیر زنی اور گھڑسواری کی طرف توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ ﷺ کی مبارک محنت کی بدولت

یہ چھوٹی سی مدنی ریاست نقشہ عالم کی عظیم قوت بن گئی، جس کے سامنے قیصر و کسریٰ بھی گھٹنے ٹیک گئے اور مسلم و غیر مسلم مؤرخین کو اعتراف کرنا پڑا کہ ہجرتِ رسول اللہ ﷺ ظلم سے فرار نہیں بلکہ ظلم کے خاتمے اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے ایک اہم ضرورت تھی۔

7. اسلام کے بہت سے اجتماعی احکام جو مکہ کی سرزمین میں قابل عمل تھے، ابھی تک نازل نہیں ہوئے تھے، مدینہ میں ان کا نزول ہوا اور اسلامی نظام حیات کے خدوخال دن بدن نمایاں ہوتے چلے گئے۔ مثلاً جمعہ کی ابتداء ہوئی، اذان کا طریقہ رائج ہوا۔ اسلامی قوانین نازل ہوئے، شراب کو حرام قرار دیا گیا، سود کی ممانعت ہوئی، غرضیکہ اسلام کے نظام اجتماعی کی تکمیل ہجرت مدینہ کے بعد ہی ہوئی۔

8. حضور اقدس ﷺ کی مبارک محنت کا ظہور بہت جلد نمایاں طور پر نظر آنے لگا۔ ہجرت مدینہ سے امن و امان بحال ہو گیا اور اس کے اثرات نظر آنے لگے۔ مسلمان تو مسلمان کفار و مشرکین بھی اس دعوت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند ابو سلمیٰ کی ہجرت کے بعد اپنے اہل خاندان کے ظلم و ستم کا نشانہ بنیں کہ انہیں ہجرت کرنے سے روک لیا گیا، جب انہیں ہجرت کی اجازت ملی تو اپنے دودھ پیتے بچے کے ساتھ اکیلی مدینہ طیبہ کی طرف چلیں۔ ایک کافر عثمان بن طلحہ نے ان کو بستی سے باہر جاتے ہوئے پہچان لیا اور جب معلوم ہوا کہ کوئی مرد اُن کے ساتھ نہیں تو اُس

نے کہا!

اے بہن! میں تمہیں مدینہ تک چھوڑے آتا ہوں اور قباء تک پہنچا کر واپس آگئے۔ اس سفر کے بارے میں اُمِّ سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے عثمان بن طلحہ جیسا نیک اور شریف آدمی ساری زندگی نہیں دیکھا۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام)

❁ مدنی دور کی محنت (حاصل کلام) ❁

1. حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کو سب سے پہلے مسجد والا بنایا۔

2. آپ ﷺ نے اپنے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ایسے اعمال پر ڈالا، جن کی برکات سے اِن مقدس ہستیوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا ملی اور اللہ جل شانہٗ نے سارے دین کو سارے عالم میں زندہ فرما دیا، ان اعمال میں چار اعمال رات کو کرنے والے ہیں اور چار اعمال دِن کو۔

3. آپ ﷺ نے اپنے جاں نثار صحابہؓ کو سلسلہ مؤاخات کی لڑی میں پرو دیا، دو دو کی جوڑیاں بنا دیں اور دین کو پورے عالم میں زندہ کرنے والا بنا دیا۔

4. آپ ﷺ نے غیر مسلموں سے امن کے معاہدے فرمائے اور اُنہیں یقین دلایا کہ ''اسلام'' ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے، جس میں امن و سلامتی ہے، تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس میں کسی قسم کی دہشت گردی اور

انتہا پسندی نہیں ہے۔

6. آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کے قافلے بیرون ممالک روانہ فرمائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کا پیغام اُس دور کے دیگر سلاطین اور حکمرانوں تک بھی پہنچا۔

7. اللہ جل شانہٗ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے اجتماعی احکامات ملے اور اسلامی قوانین نازل ہوئے، جن میں جمعہ کی ابتداء ہوئی، شراب کو حرام قرار دیا گیا، سود کی ممانعت ہوئی اور اذان کا طریقہ رائج ہوا۔

8. حضور اقدس ﷺ کی عالی محنت سے مدینہ منورہ میں امن و امان بحال ہو گیا اور اس کے اثرات دوسرے علاقوں میں بھی نظر آنے لگے۔

❁ دعوتی خطوط برائے سلاطین عالم ❁

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے سلاطین عالم اور اُمراءِ عرب کو متعدد خطوط لکھے اور ان کو بڑے حکیمانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے بڑا اہتمام فرمایا اور ہر بادشاہ کے لئے ایسے ایلچی کا انتخاب کیا جو اس کے مرتبہ و حیثیت کے مطابق گفتگو کر سکے اور وہاں کی زبان نیز ملک کے حالات سے واقف ہو۔ ان سلاطین و اُمراء کی شان و شوکت، سلطنتوں کے رقبہ و وسعت اور رعب و دبدبہ کی وجہ سے انہیں نمایاں اہمیت حاصل تھی۔ سلاطین اور اُمراء کو دعوت و تبلیغ کے خطوط ارسال کرنا، یہ عظیم اقدام اور جرأت وہی نبی کر سکتا تھا، جو اللہ کی

طرف سے اس کام پر مامور کیا گیا ہو، اس پر ضعف اور خوف کا سایہ بھی نہ پڑا ہو۔
چنانچہ رحمۃ للعالمین ، خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے اُن سلاطین و اُمراء کو
دعوت وتبلیغ کے خطوط ارسال فرمائے۔ آپ ﷺ کا خط مبارک جو کہ شاہِ کسریٰ کے
نام تھا، اُس بد بخت نے خط سن کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، پھر اسی طرح اس
کی حکومت بھی تباہ وبرباد ہوگئی۔ ذیل میں اس واقعہ کو بیان کیا جاتا ہے، جس میں
آج کے حکمرانوں کے لئے بھی بہت بڑا سبق ہے۔

❁ داعیِ اعظم ﷺ کا نامہ مبارک برائے شاہِ کسریٰ ❁

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ایک نامہ مبارک شہنشاہ ایران،
خسرو پرویز کے نام روانہ فرمایا، اس خط کو لے جانے کے لئے آپ ﷺ نے
حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ کسریٰ
کا گورنر جو بحرین میں رہتا ہے، اس کے ذریعہ سے یہ خط کسریٰ تک پہنچا دیں۔

نامہ مبارک کا اُردو ترجمہ ہے:

ترجمہ: **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ محمد ﷺ پیغمبر خدا کی طرف سے کسریٰ رئیس فارس کے نام، سلام ہے اُس شخص پر جو ہدایت کا پیرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ اللہ نے مجھ کو تمام دُنیا کا پیغمبر مقرر کر کے بھیجا ہے تا کہ وہ ہر زندہ شخص کو اللہ کا خوف دلائے، تم اسلام قبول کرو تو سلامت رہو گے، ورنہ**

مجوسیوں کا وبال تمہاری گردن پر ہوگا۔

(بحوالہ: نبی رحمت ﷺ)

کسریٰ نے والا نامہ پڑھوا کر سنا تو غصہ میں آگ بگولا ہو گیا اور خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا اور نہایت متکبرانہ انداز میں بولا ! میری رعایا میں سے ایک حقیر غلام اپنا نام مجھ سے پہلے لکھتا ہے اور مجھ کو یہ خط لکھتا ہے کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہٗ نے پورا قصہ واپس آ کر حضور اقدس ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو گیا۔

ادھر کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر ''باذان'' کو لکھا کہ یہ جو شخص (محمد ﷺ) حجاز میں ہے، اس کو گرفتار کرنے کے لئے اپنے دو مضبوط اور قوی آدمی بھیج دو تاکہ اس کو گرفتار کر کے میرے سامنے حاضر کریں۔ ''باذان'' نے فوراً دو آدمیوں کو ایک خط دے کر روانہ کر دیا، جس میں آپ ﷺ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ان کے ساتھ کسریٰ کے پاس حاضر ہو جائیں۔ یہ دونوں آدمی باذان کا خط لے کر بارگاہِ نبوت میں پہنچے تو آپ ﷺ کے رُعب اور وقار کو دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگے، اسی حالت میں آپ ﷺ کو باذان کا خط پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ خط سن کر مسکرائے اور دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ کل ملاقات کریں۔

تمام تعریفیں اللہ جل جلالہٗ کے لئے ہیں، جس نے اپنے حبیب، حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی بنا کر ساری انسانیت کے لئے مبعوث فرمایا، اُس پاک ذات کی قدرت کا کرشمہ دیکھیں کہ عین اسی موقع پر ادھر شاہِ کسریٰ کے گھرانے کے اندر اس

کے خلاف ایک زبردست بغاوت کا شعلہ بھڑک اُٹھا، جس کے نتیجہ میں شاہِ کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا اور خود تخت نشین ہو گیا، یہ منگل کی رات، ۱۰ جمادی الاوّل ۷ ہجری کا واقعہ ہے۔

اللہ اکبر! جب صبح ہوئی تو وہ دونوں نمائندے جو حضور اقدس ﷺ کو گرفتار کرنے آئے تھے، بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ آج رات، فلاں وقت، اللہ (میرے ربّ) نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور اُس نے کسریٰ کو قتل کر ڈالا کر دیا ہے، وہ دونوں یہ بات سن کر بہت حیران ہو گئے۔

آپ ﷺ نے سے فرمایا!

"تم واپس چلے جاؤ اور باذان سے جا کر یہ سب حال بیان کرو اور فرمایا کہ باذان سے یہ بھی کہہ دینا کہ میرا دین اور میری حکومت وہاں تک پہنچے گی، جہاں تک کسریٰ کی پہنچی ہے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر، اس جگہ جا کر رُکے گی، جس سے آگے اونٹ اور گھوڑے کے قدم جا ہی نہیں سکتے اور اگر تم (باذان) ایمان لے آؤ تو تم کو تمہارے عہدے پر ہم برقرار رکھیں گے"۔

جب یہ دعوت باذان تک پہنچیں تو اس نے کہا کہ یہ باتیں بادشاہوں کی سی نہیں ہیں، اگر یہ خبر صحیح ہے تو آپ (ﷺ) بلاشبہ نبی ہیں، چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد ہی باذان کے پاس خط آیا کہ شیرویہ نے اپنے باپ (شاہِ کسریٰ) کو قتل کر دیا ہے۔ جب باذان کو اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو وہ مع اپنے خاندان اور رفقاء واحباب کے

مشرف باسلام ہوگیا اور اپنے اسلام سے حضور اقدس ﷺ کو مطلع کیا اور اس طرح یمن میں بہت جلد اسلام پھیل گیا۔

حضور اقدس ﷺ نے باذان ہی کو یمن کا حاکم برقرار رکھا اور شیرویہ کو اتنی مہلت ہی نہ ملی کہ وہ اندرونی جھگڑوں سے فارغ ہوکر عرب اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوتا، کیونکہ چند روز بعد ہی اس کا کام بھی تمام ہوگیا اور پھر اس کا کمسن بیٹا تخت ایران پر بیٹھایا گیا، جس کا نام "اردشیر" تھا، اس کمسن اردشیر کو "شہریار" نامی سپہ سالار نے قتل کرکے خود تخت نشین ہوگیا، پھر چند روز بعد ارکانِ سلطنت نے اس کو بھی قتل کردیا اور شیرویہ کی بہن یعنی کسریٰ کی لڑکی "بوران" کو تختِ شاہی پر بٹھایا گیا، اس نے ایک سال اور چند ماہ حکومت کی۔ بوران کے بعد کئی نوعمر لڑکے اور عورتیں یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے اور پھر آخر میں "یزدجرد" تخت نشین ہوا اور اسی کے دورِ حکومت میں جب کہ مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، ایران پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ جس روز سے خسرو پرویز (شاہِ کسریٰ) نے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کا خط مبارک چاک کیا تھا، اسی روز سے ایرانی حکومت قدرتی طور پر برباد ہوتی چلی گئی، آخر کار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایران کے دارالسلطنت "مدائن" پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہوگیا۔

خسرو پرویز نوشیروان عادل بادشاہ کا پوتا تھا، اس کا لقب کسریٰ تھا، یہ ہی وہ بادشاہ ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کی پیدائش ہوئی تو اس کے محل کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر گئے اور اتنا سخت زلزلہ آیا کہ اس کے محل میں شگاف پڑ گیا تھا، جس کی

وجہ سے یہ نہایت پریشان ہوا تھا۔ کسریٰ کی حکومت اور اس کے ٹھاٹ بھاٹ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب ایران فتح ہوا اور یزدجرد مسلمانوں کی خبر سن کر شاہی محلات چھوڑ کر بھاگا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو فوج اسلامی کے سپہ سالار تھے، انہوں نے ان کے محلات پر قبضہ کیا تو محل کی عجیب عجیب چیزیں اور کسریٰ کا مخصوص قالین، جس کا نام ''بہارِ کسریٰ'' تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ منورہ روانہ کیا، جس کو دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے، کیونکہ یہ **90** گز لمبا اور **10** گز چوڑا تھا، اس میں پھول، پتیاں، درخت، نہریں، تصویریں، غنچے سب سونے، چاندی اور جواہرات کے بنائے گئے تھے اور موسم بہار کے گزر جانے کے بعد شاہانِ فارس اس پر بیٹھ کر شراب نوشی کیا کرتے تھے۔ اس قالین (تخت) کا نام ہی ''بہارِ کسریٰ'' رکھا گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب چیزیں مسلمانوں میں تقسیم فرمادیں اور کسریٰ کے اس قالین کو بھی کاٹ کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

اللہ اکبر! واہ رے کسریٰ..... تو نے ہمارے پیارے آقا ﷺ کا خط مبارک ٹکڑے ٹکڑے کیا، آج تیرا محبوب قالین ''بہارِ کسریٰ'' ٹکڑے ٹکڑے کر کے حضور اقدس ﷺ کے غلاموں میں تقسیم ہو رہا ہے۔

دُنیا والو دیکھ لو صداقت میرے آقا ﷺ کی

(بحوالہ: سیرۃ المصطفیٰ ﷺ، جلد۲، ص ۸۱)

اہم گذارش

درحقیقت ''دین اسلام'' آپ ﷺ والا وہ فکر تھا جو آج اُمت کے اندر سے مٹا ہوا ہے، آپ ﷺ کی مبارک فکر یہ تھی کہ میرا کوئی اُمتی دوزخ میں جانے نہ پائے.....اور ہر ہر امتی جنت میں جانے والا بن جائے.....میری امت دین کو لے کر ساری دنیا میں پھیلے.....اور میرے کلمے کو بلند کرے۔

حضور اقدس ﷺ نے اپنے کو بھوک میں ڈالا، پیٹ مبارک پر پتھر باندھے، ایک موقع پر آپ ﷺ سفر سے تشریف لائے، چہرہ انور کا رنگ بدلا ہوا تھا، اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، انہوں نے چہرہ انور دیکھا تو رونا شروع کردیا، آپ ﷺ نے ماتھے پر بوسہ دیا اور فرمایا! میری بیٹی تو کس بات پر رو رہی ہے؟ عرض کیا، یارسول اللہ! آپ ﷺ کا رنگ پیلا پڑ گیا ہے، آپ ﷺ کے کپڑے پرانے ہوگئے ہیں، یہ آپ ﷺ کا کیا حال ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اے میری بیٹی، آنسو مت بہا، تیرے باپ کو اس کے ربّ نے وہ کلمہ دے کر بھیجا ہے کہ اس دُنیا میں نہ کوئی پکا گھر بچے گا.....نہ کوئی کچا گھر بچے گا.....ہر خیمے میں.....ہر گھر میں.....ہر کچے پکے مکان میں.....ہر کھال و بال کے بنے ہوئے خیمے میں.....اللہ تعالیٰ اپنے دین کو داخل کرے گا۔

اے میری بیٹی فاطمہؓ! جو میرے دین کو گلے لگائے گا.....عزت پائے گا..... اور جو اسے ٹھکرائے گا.....اللہ اُس کو ذلیل و خوار کرے گا.....اور سن

لے..... میرا کلمہ وہاں تک پہنچے گا..... اور میری بات وہاں تک پہنچے گی..... جہاں تک رات جاتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو اپنے لاڈلے حبیب، حضور اقدس ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر اس دُنیا میں مبعوث فرمایا، آپ ﷺ کو قیامت تک کے لئے نبی بنا کر بھیجا، اب سارے عالم میں، ساری انسانیت تک آپ ﷺ والے کلمہ کو کون پہنچائے گا؟ یہ ذمہ داری اب امّت مسلمہ کی ہے، آپ ﷺ نے اپنا غم، اپنی امت کے اندر منتقل فرمایا، اپنے صحابہؓ کے دلوں سے دُنیا کی محبت نکال کر، ملک و مال کی محبت نکال کر، چیزوں کی محبت نکال کر، اللہ کی محبت کو بھرا، اپنی محبت کو بھرا، اُن کے دلوں میں یہ بٹھا دیا کہ تم مال کمانے نہیں آئے، تم دُنیا بنانے نہیں آئے، تم میرے کلمے کو پھیلانے آئے ہو، تم میرے دین کو پھیلاتے پھیلاتے مروگے تو حوض کوثر پر آکر میرے گلے لگ جانا۔

بدقسمتی سے آج ہمارے اندر اپنے آقا ﷺ والا درد نہیں ہے..... آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں لیکن دل کے اندر دُنیا کی محبت رچ بس گئی ہے..... جس کا عملی ثبوت اس طرح ظاہر ہوتا ہے..... اللہ نے گھر سے اُٹھایا..... اللہ نے دفتر سے اٹھایا..... اللہ نے دکان سے اٹھایا..... وضو کیا..... پاکی حاصل کی..... اور پھر اپنی بارگاہ میں نماز کے لئے کھڑا فرمایا..... اور پھر یوں فرمایا!..... اے میرے بندے! اب تو میرے پاس آیا ہے..... اب مجھ سے باتیں کرو..... تاکہ میں تجھ سے باتیں کروں..... کیونکہ نماز تجھے مجھ سے جوڑنے والی ہے..... لیکن

جب آپ ﷺ والا درد مٹا..... آپ ﷺ والا غم مٹا..... تو مسلمان نماز میں بھی اپنی دکان کو سوچتا ہے..... اور نماز میں بھی اپنے کاروبار کو سوچتا ہے..... اب کھڑا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے ہے..... اور دل میں دُنیا کے منصوبے سوچ رہا ہے۔

میرے ماں باپ قربان، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر، جنہوں نے حضور اقدس ﷺ کے کلمے کو پھیلانے کے لئے اپنی جانوں، اپنی اولادوں اور اپنے مالوں کو قربان کر دیا۔ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہٗ کو سولی پر لٹکانے لگے تو ابوسفیان نے کہا! اب بھی اپنے نبی (ﷺ) کا ساتھ چھوڑ دے تو نجات پا جائے گا، انہوں نے عربی میں اشعار پڑھے، جن کا ترجمہ ہے:

اے ابوسفیان! کس دھوکے میں پڑ گئے

میرا سب کچھ دین پر قربان ہو سکتا ہے

لیکن میں اپنے محبوب ﷺ کا کلمہ نہیں چھوڑ سکتا

لٹکا دو مجھے سولی پر اور میرے آنسوؤں سے دھوکہ نہ کھانا

میں موت کے ڈر سے نہیں، دوزخ کے ڈر سے رو رہا ہوں

جان قربان کر دوں گا لیکن اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہٗ کو مارنے کے لئے نیزے اُٹھائے گئے تو انہوں نے دُعا کی، یا اللہ! اپنے حبیب ﷺ کو میرا ''سلام'' پہنچا دے، چنانچہ اُسی وقت حضرت جبرائیلؑ آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں، مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا! یارسول اللہ! خبیبؓ آپ ﷺ کو سلام پیش کر رہے

ہیں، اُن کو قریش نے شہید کر دیا ہے۔

اسی طرح صحابیاتؓ نے بھی قربانیاں پیش کیں تاکہ اللہ کا دین سربلند ہو جائے اور آپ ﷺ کا کلمہ سارے عالم میں پھیل جائے۔ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے کو مسیلمہ کذاب نے پکڑا اور پہلے ہاتھ کاٹے..... پھر پاؤں کاٹے..... پھر ناک کاٹا..... پھر گوشت کو ہڈیوں سے ادھیڑ دیا..... بہت دردناک موت سے ان کا مارا.... جب حضرت اُمّ عمارہؓ کو یہ پیغام پہنچا کہ آپؓ کے بیٹے کو شہید کر دیا گیا ہے..... تو انہوں نے کہا!..... یہی دن دیکھنے کے لئے میں نے اس کو دودھ پلایا تھا..... تاکہ دین پر آنچ نہ آئے۔

اس دین کی خاطر ماؤں نے اپنے لختِ جگر قربان کیے، بیویوں نے اپنے شوہر قربان کئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر حضرت عبداللہؓ کی شادی ''عاتکہ'' سے ہوئی، وہ بہت زیادہ خوبصورت تھیں، شاعرہ تھیں اور بڑی عالمہ فاضلہ تھیں، حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کی ان سے (اپنی بیوی سے) ایسی محبت بڑھ گئی کہ اللہ کے راستے میں جانا ہی چھوڑ دیا، باپ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے سمجھایا، بیٹا تو اللہ کے راستے میں نہیں جاتا؟ بیوی کی محبت زنجیر بن گئی ہے۔ آخر کار! حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیٹے سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، اب حضرت ابوبکرؓ جیسا باپ..... طلاق دینی پڑی..... بیٹے نے حکم کی تعمیل میں طلاق تو دے دی، لیکن سینے پر ایسا زخم لگا.... بیوی کو یاد کرتے اور روتے..... ایک دفعہ لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ وہاں سے

گزرے..... بیٹے کو پتہ نہیں تھا کہ والد صاحب گزرے ہیں..... حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ نے شعر پڑھا، جس کا ترجمہ ہے:

اے عاتکہ! جب تک سورج نکلتا رہے گا

تیری یاد بھی میرے دل میں ایسے ہی طلوع اور غروب ہوتی رہے گی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شعر سن لیا اور بیٹے پر ترس آیا..... بیٹے سے کہا کہ رجوع کرلے..... انہوں نے دوبارہ رجوع کرلیا..... حضرت عاتکہؓ گھر آ گئیں، لیکن حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے پھر جان کہاں دی؟..... تیس سال کے نوجوان تھے..... طائف کی پہاڑیوں میں، سینے پر تیر لگا..... اور وہی زخم رستے رستے موت کا سبب بنا..... پہلے عبداللہؓ کے شعر تھے..... اب عاتکہ بے قرار ہوئی..... انہوں نے بھی اپنے خاوند کی جدائی پر شعر پڑھا:

ترجمہ: میں بھی قسم کھاتی ہوں کہ میری آنکھ کا پانی کبھی خشک نہ ہوگا

اور میرا جسم کبھی نرم کپڑا نہیں پہنے گا۔

صحابی رسول ﷺ حضرت عقبیٰ بن نافع رضی اللہ عنہ افریقہ میں داخل ہوئے، تیونس کے ساحل پر اترے، وہاں بربر قوم آباد تھی، ان کو اسلام کی دعوت دی، ان سے جہاد کیا، پھر آگے چلے یہاں تک کہ بحر اوقیانوس تک پہنچ گئے، اندلس سے چلے، تیونس سے چلے اور مراکش تک پہنچ گئے، یہ ہزاروں کلومیٹر کا سفر ہے، اس میں صحرائے اعظم بھی آتا ہے، اس کو پار کیا اور سمندر جب سامنے دیکھا تو ایک

ٹھنڈی آہ بھری اور فرمایا!

''یہ سمندر راستے میں حائل ہوگیا، اگر مجھے پتہ ہوتا کہ اس سے آگے بھی اللہ کے بندے ہیں تو میں اُن کو بھی جا کر اللہ کا پیغام سناتا اور اپنے نبی ﷺ کا کلمہ پہنچاتا''

وہاں سے واپسی پر شہید ہوئے، وہیں الجزائر میں حضرت عقبٰی بن نافع رضی اللہ عنہ کی قبر بنی ..... کہاں مکہ مکرمہ ..... کہاں مدینہ منورہ ..... ان مبارک ہستیوں کو پتہ تھا کہ ہمارے نبی خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں ..... سارے عالم میں آپ ﷺ کے کلمہ کو ہم نے پہنچانا ہے۔

صحابہؓ کے دور میں ایک قلعہ فتح نہیں ہورہا تھا، سارے حیران ہیں، کیا وجہ ہے کہ قلعہ فتح نہیں ہورہا؟ سوچ میں پڑ گئے، معلوم ہوا کہ ہم سے ''مسواک'' کی سنت چھوٹی ہوئی ہے، قلعہ اس لئے فتح نہیں ہورہا ہے۔امیر لشکر نے سب کو حکم دیا، مسواک کرو، ادھر آپ ﷺ کی پاکیزہ سنت زندہ ہوئی، اُدھر قلعہ فتح ہوگیا۔

حضور اقدس ﷺ نے اپنی اُمت کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کیں، پیٹ پر پتھر باندھے، پیوند لگے کپڑے پہنے، گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں، دو دو مہینے گھر کا چولہا نہیں جلتا تھا، اس کے باوجود اپنی اُمت کے لئے ساری ساری رات رو رہے ہیں، اپنی اُمت کے لئے گڑگڑا رہے ہیں، آپ ﷺ کی وفا دیکھیں اور ..... ادھر ہماری جفا دیکھیں۔

بدقسمتی سے ہم نے اپنے آقا حضور اقدس ﷺ کے مبارک طریقوں کو چھوڑ رکھا ہے اور غیروں کے طریقوں کو اختیار کیا ہوا ہے، جبکہ آپ ﷺ کا ہر ہر طریقہ اور ہر ہر سنّت ساری کائنات سے زیادہ قیمتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ اور آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے دین کو زندہ کرنے کے لئے اپنا سب کچھ لگا دیا، اس کے برعکس ہم دُنیا اور اس کی چیزوں کی مشغولی کی وجہ سے اپنے آقا ﷺ کے کام کو ہی بھول گئے، جس کی وجہ سے امت مسلمہ مختلف مصائب اور مشکلات میں مبتلا ہوگئی ہے، باوجود اس کے کہ ہماری تعداد بہت ہے اور مال واسباب کی فراوانی ہے۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ہم پر احسانِ عظیم فرمایا کہ اُس پاک ذات نے ہمیں سیّد الانبیاء والمرسلین، حضور اقدس ﷺ کی اُمت میں پیدا فرمایا، آپ ﷺ کو قیامت تک کے لئے نبی ورسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ختم نبوت کے طفیل آپ ﷺ کی اُمت کو تمام اقوامِ عالم کی قیادت کے منصب پر فائز فرمایا ہے۔ اب ساری انسانیت ہدایت پر آجائے اور سارے عالم میں دین زندہ ہوجائے، یہ صرف اور صرف رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ والی عالی محنت سے ہی ممکن ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں آپ ﷺ والی محنت کو سیکھنا ہوگا اور آپ ﷺ والی محنت کو پوری امت میں زندہ کرنے کی محنت اور جدوجہد میں لگنا ہوگا تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام اور آپ ﷺ کے مبارک طریقے ہمارے جسموں میں، ہمارے گھروں میں،

ہمارے خاندانوں میں، ہمارے معاشرہ میں، بلکہ ساری دُنیا میں زندہ ہو جائیں۔
جب ہم اپنے آقا، حضور اقدس ﷺ والی پاکیزہ فکر کو اپنی فکر بنائیں گے کہ ساری دُنیا کے انسان جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں اور اس سلسلہ میں دِن کو اللہ کی مخلوق پر محنت کریں گے اور راتوں کو اللہ کے سامنے آہ وزاری کریں گے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خوش ہو کر اپنی قدرتِ کاملہ سے ہمیں، ہماری اولادوں کو، ہماری نسلوں کو اور پوری امت کو، بلکہ غیر مسلموں کو بھی ہدایت عطا فرمائے گا۔ (انشاءاللہ العزیز)

بلاشبہ ہم نے سب سے بڑا جرم یہ کیا ہے کہ دُنیا کے سارے کاموں کا اپنا کام سمجھا، لیکن اپنے آقا، سیّد الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین ﷺ والے کام کو اپنا کام نہیں سمجھا..... ہمیں اس جرمِ عظیم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توبہ کرنی چاہئے اور اپنے آقا ﷺ والی محنت (دعوت الی اللہ) کو اپنی زندگی کا مقصد بنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ سے دُعا ہے کہ وہ پاک ذات ساری اُمت مسلمہ کو اپنی اور اپنے لاڈلے حبیب، رحمۃ للعالمین ﷺ کی سچی محبت نصیب فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمین (بجاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ)

وَاٰخِرُ دَعْوٰ نَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ